بیمہ اور اسلام کا نظامِ تحفظ وکفالت

ڈاکٹر محمود احمد غازی

(قسط نمبر۲)

اسلام میں تحفظ کے مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے بنیادی رہنما اصول

اسلامی خطوط پر بیمہ کی تشکیل نو کرنے اور اس سلسلہ میں متبادل تجاویز مرتب کرنے سے قبل یہ ضروری ہے کہ ہم پہلے اسلامی بیمہ کاری کے بنیادی اصولوں کے بارے میں اپنے ذہن صاف کرلیں۔آئندہ صفحات میں جو تجاویز پیش کی جارہی ہیں ان کی بنیاد چند متعین اصولوں پر رکھی گئی ہے۔یہ اصول قرآن مجید اور سنت رسول ﷺ کے واضع احکام پر مبنی ہیں۔بیمہ کے مقاصد کے حصول کے لئے ان رہنما اصولوں کی پابندی ضروری ہے۔اس رپورٹ میں جس متبادل خاکہ کی تفصیلات دی جارہی ہیں وہ اس وقت تک ہی اسلامی شریعت کے مطابق کہی جاسکتی ہیں جب تک ان کو ان رہنما اصولوں کے دائرہ کار کے اندر رہتے ہوئے جاری اور نافذ کیا جائے۔اسی طرح اس نظام کے تحت بنائے جانے والے ذیلی قواعد،بائی لاز،شرائط معاہدے اور پروفارمے بھی ان اصولوں سے ہم آھنگ ہونے چاہئیں۔بصورت دیگران سے بیمہ کاری کے اسلامی تقاضوں کی تکمیل نہ ہوسکے گی۔

(الف)ناجائز اور حرام کاروبار یا ذمہ داری کا بیمہ

اسلامی شریعت کا یہ ایک طے شدہ اصول ہے جس کی تائید قرآن مجید کی متعدد آیات اور احادیث نبوی سے ہوتی ہے کہ ہر وہ چیز شرعاً جائز ہے جس کی ممانعت یا کراہت قرآن وسنت سے ثابت نہ ہوتی ہو۔اس اصول کے تحت کاروبار اور تجارت کی ہر قسم جائز ہے جس کی قرآن پاک اور سنت رسول ﷺ سے ممانعت یا کراہت ثابت نہیں ہوتی۔قرآن پاک نے ہر اس تجارت اور کاروبار کو جائز قرار دیا ہے جس کی بنیاد فریقین کی آزادانہ رضامندی (تراضی) پر ہو۔ان اصولوں کے تحت ہر وہ کاروبار اور تجارت ممنوع ہے جس میں فریقین کی آزادانہ اور حقیقی رضامندی نہ پائی جاتی ہو۔جن چیزوں کو شریعت نے آزادانہ رضامندی (تراضی) میں مخل قرار دے کر حرام ٹھہرایا ہے وہ ربوا کے علاوہ ۔

☆اعتنِ بنظافة ثوبك وحسن رائحتك وترتيب مظهرك مع السواك والطيب.☆

یہ ہیں۔

(۱) قمار

قرآن پاک میں قمار کے لئے میسر کا لفظ استعمال فرمایا گیا ہے اوراس کوگندا شیطانی کام قرار دیتے ہوئے اس سے سب اہل ایمان کو بچنے کا حکم دیا ہے۔مختصراً قمار اور میسر سے مراد حصول زر کی ہر وہ شکل ہے جس میں یافت کا دارومدار خالصتاً بخت واتفاق پر ہواور دوسرے یکساں حق رکھنے والوں کے مقابلہ میں ایک شخص کسی لاٹری، قرعہ اندازی یا محض کسی اور اتفاق کے نتیجہ میں کوئی آمدنی حاصل کرے۔جوا (Gambling and vager) اور ہر قسم کے (Games of chance) قمار میں شامل ہیں۔

۲۔غرر

غرر سے مراد وہ غیر طبعی، غیر معمولی، غیر یقینی صورت حال ہے جس کے پیش نظر کسی معاملہ یا لین دین کے ضروری پہلو متعین نہ کئے جاسکیں اور فریقین آخر وقت تک اس معاملہ میں بے یقینی کا شکار رہیں کہ ان کے معاملہ کی اصل صورت بالاخر کیا نکلے گی ۔احادیث میں بہت سے مقامات پر مختلف انداز میں نہ صرف غرر کی ممانعت اور حرمت کی تصریح کی گئی ہے بلکہ الگ الگ نام لے کر کاروبار کی ایسی بہت سی شکلوں کی حرمت بیان کی گئی جو اس وقت عرب میں رائج تھیں اور جن میں غرر پایا جاتا تھا۔فقہاء کرام نے ان تمام احادیث کو سامنے رکھ کر غرر کی جو تعریفیں کی ہیں ان سے غرر کے جو اہم عناصر سامنے آئے ہیں ان میں شک وشبہ، غیر یقینی کیفیت، معاملہ کے بنیادی اجزاء کا غیر معلوم اور غیر متعین ہونا شامل ہیں ۔جس معاملہ میں یہ عناصر پائے جاتے ہوں وہ معاملہ مبنی بر غرر سمجھا جائے گا اور شرعاً حرام ہوگا۔

۳۔غبن فاحش

غبن سے مراد دھوکہ اور غلط بیانی ہے۔لیکن اصطلاح میں اس سے مراد ہے کسی شخص کی مجبوری سے یا ناواقفیت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس سے کسی چیز کی زائد قیمت وصول کرنا۔عام حالات میں یہ چیز افراد کی اپنی صوابدید پر چھوڑ دی گئی ہے۔لیکن اگر یہ زائد وصولیابی اپنی معقول حدود سے غیر معمولی حد تک تجاوز کر جائے تو غبن فاحش کہلاتی ہے۔اس صورت میں حکومت کو مداخلت کر کے فریق متضرر کی

☆لا تقرأ بعض الكتب التي تسبب التشاؤم والاحباط واليأس والقنوط.☆

دادرسی کرنی چاہئے۔خود فریق متضرر بھی اصل صورت حال معلوم ہو جانے پر معاملہ کو منسوخ اور کالعدم کرا سکتا ہے۔

۴۔اکراہ

اکراہ سے مراد زبردستی اور دھونس اور جبر سے کوئی معاملہ کرالینا ہے۔شرعاً اس کا کوئی اعتبار نہیں۔

۵۔خلابہ

خلابہ سے مراد ہے ہر قسم کا دھوکہ غلط بیانی اور صورت حال کی کسی خلاف واقعہ تصویر کشی خلابہ کی صورت میں بھی فریق متضرر کو مقررہ شرائط کے مطابق معاملہ کو کالعدم کرانے کا اختیار رہے۔

علاوہ ازیں جیسا کہ پہلے اشارہ کیا جا چکا ہے تجارت سے مراد وہ کاروبار ہے جس میں ہر فرد کو اپنی صلاحیت اہلیت محنت اور سرمایہ کاری کا یکساں اور برابر لحاظ رکھتے ہوئے نفع ونقصان کے یکساں مواقع حاصل ہوں۔چونکہ سودی نظام میں یہ برابری باقی نہیں رہتی اور ایک فریق کو ایسا مضبوط استحصالی ہتھیار میسر آ جاتا ہے جس سے کام لے کر وہ لوگوں کا خون مسلسل چوستا رہتا ہے اس لئے شریعت میں ربوا کی جملہ اقسام کو بھی سختی سے حرام قرار دیا ہے۔اسی طرح ہر وہ کاروبار حرام قرار دیا گیا جس کی بنیاد ربوا یا ربوانما اور ربوا آمیز طریقوں پر ہو۔

شریعت کے ان واضح اور صاف احکام کے بموجب کوئی ایسا بیمہ جائز نہیں ہوسکتا جس میں کسی ایسے کاروبار یا ذمہ داری کو تحفظ دیا جا رہا ہو جو خود شرعاً جائز نہیں ہے ۔مثال کے طور پر ایک اسلامی ریاست میں کسی شراب خانہ کا (اگر وہ کسی مسلمان کے قبضہ میں ہو) بیمہ نہیں ہوسکتا۔لاٹریوں اور انعامی بانڈ قسم کے کاروباروں اور ان کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی ذمہ داریوں کا بھی بیمہ نہیں کرایا جا سکتا۔اس لے کہ خود یہ کاروبار ہی درست نہیں ہے اور ان کو جلد از جلد ختم کرنا اسلامی ریاست کے بنیادی مقاصد میں سے ہے۔

اسی طرح دور جدید بالخصوص مغرب کی عیاش اور لذت پرست سوسائٹی نے بہت سے ایسے نام نہاد مفادات کو جنم دیا ہے جن کو شریعت سرے سے کوئی مفاد ہی تسلیم نہیں کرتی ۔مثال کے طور پر ایک فلمی اداکارہ کا حسن و جمال تماش بینوں کے دل لبھانے اور اس بہانہ سے ان کی جیبیں خالی کرانے میں بہت مؤثر اور زود اثر ثابت ہوتا ہے۔اس لئے وہاں چہرے کے نقوش اور حسن و جمال کے بیمہ

کارواج ہوگیا ہے۔اسی طرح ایک مغنیہ اور گائکہ اپنی آواز کا جادو جگا کر کروڑوں روپیہ کماتی ہے جو (بیشتر صورتوں میں) حرام آمدنی کے زمرہ میں آتا ہے۔اس آواز کے بیمہ کا رواج بڑھ رہا ہے۔یہ وہ چیزیں ہیں جنہیں ایک پاکیزہ اور ستھرا اسلامی معاشی نظام جائز مفاد کے طور پر قبول نہیں کرسکتا۔مسلم معاشرہ ایک سنجیدہ اور تعمیری کام کرنے والے مجاہدین' اہل علم اور دانشوروں اور رزق حلال کمانے والے خداترس محنت کاروں کا معاشرہ ہے۔اس میں گویوں' بھانڈوں' نشیوں اور مسخروں کو ایک حد تک تو برداشت کیا جاسکتا ہے لیکن ان کو فنکار تسلیم کر کے سر پر نہیں بٹھایا جاسکتا۔

(ب) تعاون اور تکافل

ابتداءً بیمہ کا ادارہ جن مقاصد کے لئے شروع ہوا تھا وہ بڑے نیک مقاصد تھے'ان کی بنیاد باہمی تعاون 'ہمدردی اخوت اور تکافل کے تصورات پر تھی جن کو اسلامی شریعت نہ صرف تسلیم کرتی ہے بلکہ یہ اسلامی شریعت کے بنیادی اصول اور اساسی اقدار ہیں۔لیکن جیسے جیسے یہ ادارہ ترقی کرتا گیا اس میں یورپ کا مذہبی سرمایہ دارانہ نظام اپنی تمام برائیوں کے ساتھ درآیا اور اس نے ہوتے ہوتے ایک ایسے کاروبار کی شکل اختیار کرلی جس کا اصل مقصد نفع اندوزی اور سرمایہ داروں کے مفادات کا تحفظ بن گیا۔

اب صورت حال یہ ہے کہ اس پورے ادارہ میں تعاون' تکافل اور ہمدردی کا کوئی جذبہ سرے سے ناپید ہے یہ محض ایک ایسا کاروبار ہے جس میں مختلف حیلوں اور تدبیروں سے سرمایہ دار یہ کوشش کرتا ہے کہ اپنا نقصان دوسروں کے سر ڈال کر خود ہر قسم کے نفع اور فوائد سے بہرہ مند ہوتا رہے اور جہاں ذرا نقصان کا خطرہ ہو وہ بیمہ کمپنی اور اس کے ذریعہ اس کے کھاتہ داروں پر ڈال دیا جائے۔بیمہ کے اس پہلو پر مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مرحوم نے بڑے جامع انداز میں روشنی ڈالی ہے۔وہ لکھتے ہیں ''درحقیقت مروجہ بیمہ کو امداد باہمی کہنا ایک دھوکہ ہے اور بیمہ اور سٹہ سے سودی کاروبار پر آنے والی نحوست کو پوری قوم کے سر پڑ ڈالنے کا ایک خوبصورت حیلہ ہے۔واقعہ تو یہ ہے کہ سودی کاروبار کا حاصل اسکے سوا کچھ نہیں کہ دس ہزار کا سرمایہ رکھنے والا اپنے دس ہزار کے ساتھ بینکوں کے ذریعہ پوری قوم کے نوے ہزار مزید بطور قرض وصول کر کے مثلاً ایک لاکھ کا کاروبار کرتا ہے۔اگر اس تجارت میں نفع ہوتا ہے تو وہ سارے کا سارا کاروبار کرنے والے کا مال ہے۔برائے نام دو فیصد یا چار فیصد کے حساب سے

قومی سرمایہ کا سود ہوتا ہے جو بینک کے حصہ داروں میں تقسیم ہوکرایک بے منفعت اور بے فائدہ اضافہ سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔البتہ کاروبار کرنے والے کے لئے ایک لاکھ کے دولاکھ ہوجاتے ہیں اوراس کی سرمایہ داری بڑھتی جاتی ہے اوراگرفرض کیجئے کہ اس کی تجارت پرزوال آیااوراس کا سرمایہ بھی ڈوب گیاتواس کا نقصان صرف دس ہزارکا یعنی دس فیصد ہواباقی سرمایہ پوری ملت کا تھااُن کا نقصان نوے فی صد ہوا۔اول تو یہی ظلم کچھ کم نہیں کہ قوم وملت کونفع ملے توچارفیصد کے حساب سے ملے اورنقصان ہوتو نوے فیصد کے حساب سے پہنچے'اس کے علاوہ سودی کاروبارکرانے والے خودغرض لوگوں نے اپنے دس ہزار کے نقصان کوبھی پوری قوم کے سرڈال دینے کے لئے دوطریقے ایجادکر لئے ہیں ایک بیمہ دوسرا سٹہ۔کیونکہ تجارت میں نقصان دوطریقوں سے ہوتا ہے۔کبھی کوئی حادثہ آگ لگ جانے یاجہازڈوب جانے وغیرہ سے پیش آجائے اورکبھی سامان تجارت کی قیمت گھٹ جائے تو نقصان ہوتا ہے۔

پہلے نقصان کوجوخالص اس کی ذات پرپڑنے والا تھااس کوبیمہ کے ذریعہ پوری ملت کے سرمایہ پرڈال دیااوردوسرے نقصان سے بچنے کے لئے سٹہ کابازارگرم کیا کہ جب ذرانقصان کاخطرہ نظرآئے تو اپنی بلادوسرے کے سرڈال کرخودنقصان سے صاف اوربیباق ہوجائے۔اسی طرح اگرموجودہ طریق کاروبارکی گہرائیوں پرغورکیا جائے تو معلوم ہوگا کہ بیمہ اورسٹہ درحقیقت سودی کاروبارہی کے ثمرات ہیں جن کے ذریعہ پوری قوم کے نفع ونقصان سے قطع نظرصرف اپناپیٹ پالنے اوراپنے سرآئے نقصان کودوسروں کے سرڈالنے کے لئے بڑی ہوشیاری اورخوبصورتی سے اس کوقومی ہمدردی اورامداد باہمی کاعنوان دیاگیاہے۔

لہذاجب تک استحصال اورمکروفریب کے اس عنصرکواس کاروبارسے نہیں نکالا جائے گااس کوکسی طورپربھی اسلامی احکام سے ہم آہنگ قرارنہیں دیاجاسکتا۔ہم جومتبادل نقشہ تجویزکررہے ہیں اس کی بنیادوقف کے اسلامی تصورپرہے جوبنیادی طورپرایک عبادت اورتقرب الٰہی کاذریعہ ہے اوراس کی پوری روح تعاون'جذبہ خیرخواہی'خدمت خلق اورباہمی مواسات اورہمدردی پرہے۔

(ج)ارتکازدولت

قرآن مجید نے واضح اوردوٹوک انداز میں ارتکازدولت کی ممانعت کی ہے اورارتکازدولت کے خاتمہ

کواسلام کی معاشی تعلیمات کا بنیادی اصول قرار دیا ہے۔قرآن مجید اور سنت رسول ﷺ نے ارتکاز دولت کے خاتمہ کے لئے بہت سے احکام بھی دیئے ہیں جن کی تعمیل قانونی اور عدالتی ذرائع سے کرانا حکومت کی ذمہ داری ہے۔اور اس کے ساتھ ہی بہت سے اخلاقی ہدایات بھی دی ہیں جن کی پابندی کی افراد کو ترغیب دی ہے۔علاوہ ازیں اسلام نے کاروبار اور تجارت کی ان تمام صورتوں کو ممنوع قرار دیا ہے جن کا نتیجہ بالآخر ارتکاز دولت کی صورت میں نکلتا ہے اور امیر امیر تر اور غریب غریب تر ہوتا چلا جاتا ہے۔چنانچہ ربوا' قمار' احتکار' لقی جلب وغیرہ کے بہت سے خراب معاشی نتائج اور اخلاقی برائیوں میں سے ایک اہم دولت کا تیزی کے ساتھ چند ہاتھوں میں مرکوز ہوجانا بھی ہے۔

بدقسمتی سے بیمہ کے موجودہ کاروبار میں اس کا لحاظ نہیں رکھا گیا اس کے برعکس چونکہ بیمہ ایک خالصتاً کاروباری اور تجارتی چیز ہے جو صرف مادی مفادات کی خاطر چلایا اور شروع کیا جاتا ہے اس لئے اس کے نتیجہ کے طور پر ہزاروں لوگوں کی بچتوں سے چند لوگ مستفید ہوتے ہیں اور گھر بیٹھے اپنی دولت میں اضافہ کرتے رہتے ہیں۔ہم یہ سمجھتے ہیں کہ بیمہ کا یہ تصور اسلام کی تعلیمات سے متصادم ہے اس لئے بیمہ کے مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے جو نظام بھی ترغیب دیا جائے اس میں ارتکاز دولت کی تمام غیر فطری' غیر اخلاقی اور غیر انسانی صورتوں کو ختم کر دیا جائے۔

بیمہ کے مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے جو خاکہ ہم تجویز کرر ہے ہیں اس میں کوئی ایسی تبدیلی' ترمیم یا حذف واضافہ درست نہیں ہوگا جس کے نتیجہ میں ارتکاز دولت کا رجحان پیدا ہو۔

(د) استثمار کے اسلامی طریقے

اس وقت ملک میں سرمایہ کاری کی بہت سی صورتیں مروج ہیں جن میں بدقسمتی سے حلال وحرام اور جائز وناجائز کی تمیز شاذ ونادر ہی روا رکھی جاتی ہے۔ان صورتوں میں بیشتر وہ ہیں جو پورے طور پر سودی کاروبار میں ملوث ہیں'بعض وہ بھی ہیں جن کی بنیاد قمار پر ہے اور بہت سی وہ ہیں جن میں غرر پایا جاتا ہے۔ظاہر ہے کہ یہ تینوں چیزیں شریعت میں صراحتہ حرام ہیں۔اس لئے کاروبار اور سرمایہ کاری کی وہ صورتیں جن میں ان تینوں میں سے کوئی وجہ پائی جائے گی وہ شرعا حرام ہوں گی۔اب بیمہ کمپنیاں بھی ہمارے ہی ملک میں کام کررہی ہیں اور انہوں نے بھی کاروبار اور سرمایہ کاری کے وہ سارے طریقے اپنا رکھے ہیں جو دوسرے سرمایہ داروں نے اپنائے ہیں۔اس لئے اگر خود بیمہ

کے اندر سے اسباب حرمت کو نکال بھی دیا جائے اور کوئی نیا نظام جاری کیا جائے جو فی نفسہ شریعت سے متصادم نہ ہوتو بھی جب تک اس کا اپنا کاروبار اور سرمایہ کاری شریعت کے مطابق نہ ہوگی اس نظام کو شریعت کے مطابق قرار نہیں دیا جاسکے گا۔

لہذا بیمہ کاری کے نئے نظام کو مکمل طور پر اسلامی احکام سے ہم آہنگ رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ بیمہ کے نام سے کوئی ایسا کاروبار، بیمہ کمپنی کی طرف سے کوئی سرمایہ کاری یا بیمہ کے جائز مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے ایسا اقدام نہ کیا جائے جو شرعا ناجائز ہو۔لہذا جس کاروبار کی اساس شرعاناجائز امور مثلا ربوا، قمار وغیرہ پر ہوگی اس میں بیمہ کی رقم نہیں لگائی جائے گی۔بیمہ کے نام پر پالیسی ہولڈروں کی طرف سے جو رقم جمع ہوگی اس کو مضاربہ اور مشارکہ کے طرز پر کاروبار میں لگایا جائے گا اور وہ ان سب پابندیوں اور قیود کے اندر رہ کر کام کرے گا جو مضاربہ اور مشارکہ کے کاروبار پر عائد کی گئی ہیں۔

(ہ) خلاف اسلام اشیاء کا بیمہ

ہم بیمہ کاری کا جو خاکہ پیش کررہے ہیں اس کی بنیاد تعاون، باہمی ہمدردی، خدمت خلق اور رضائے الٰہی کے جذبہ پر ہے۔اس خاکہ میں ہم اسلام کے اصول وقف سے بھی استفادہ کررہے ہیں جوایک عبادت ہے اور اللہ تعالی کی رضا اور اس سے تقرب کا ذریعہ ہے۔اس لئے اس میں کوئی ایسا عنصر شامل نہیں ہونا چاہئے جو شریعت کی نگاہ میں ناپسندیدہ ہو۔ظاہر ہے کہ کسی حرام اور ناپسندیدہ چیز کا تحفظ کرکے ہم اللہ تعالی کا تقرب حاصل نہیں کرسکتے۔اسلام کے قانون وقف کا ایک بنیادی حکم یہ بھی ہے کہ وقف ان کاموں کے لئے ہوسکتا ہے جو شریعت کی نظر میں جائز اور پسندیدہ امور ہوں۔کسی ناجائز کام کے لئے کیا جانے والا وقف باطل اور کالعدم متصور ہوتا ہے۔

لہذا بیمہ کے قانون اساسی اور ہر بیمہ کمپنی کی بنیادی دستاویز میں یہ بات لکھی ہونی چاہئے کہ کوئی شخص کسی ایسی چیز یا ذمہ داری کے بیمہ کے لئے نہیں آسکتا جو شرعا ناجائز اور ناپسندیدہ ہو۔مثال کے طور پر ربوا، یا قمار وغیرہ کی صورت میں آن پڑنے والی مالی ذمہ داری کا بیمہ نہیں کیا جاسکے گا، کسی ناجائز مثلا شراب سازی، خنزیر فروشی وغیرہ کا بیمہ نہیں کیا جاسکے گا۔

(و) بیمہ داروں کے علاوہ دوسروں کے مقاصد کی تکمیل

بیمہ کے مقاصد کے حصول کے لئے ہم جونظام تجویز کررہے ہیں اس کی بنیاد تکافل اورتعاون پرہے۔اس لئے اس میں کوئی ایسی چیز شامل نہیں کی جاسکتی جس کا مقصد بیمہ داروں کے علاوہ کسی اورفرد یاگروہ کے مفادات کی تکمیل ہواور جس سے سرمایہ دارانہ استحصال کا راستہ کھلتا ہو۔

اس وقت ملک میں سرمایہ کاری کی بہت سی صورتیں مروج ہیں جن میں بدقسمتی سے حلال وحرام اور جائز وناجائز کی تمیز شاذونادرہی روارکھی جاتی ہے۔ان صورتوں میں بیشتر وہ ہیں جو پورے طور پر سودی کاروبار میں ملوث ہیں،بعض وہ بھی ہیں جن کی بنیاد قمار پر ہے اور بہت سی وہ ہیں جن میں غرر پایا جاتا ہے۔ظاہر ہے کہ یہ تینوں چیزیں شریعت میں صراحتہ حرام ہیں۔اس لئے کاروبار اورسرمایہ کاری کی وہ صورتیں جن میں ان تینوں میں سے کوئی وجہ پائی جائے گی وہ شرعا حرام ہوں گی۔ (جاری ہے............)

مفتی سید صابر حسین صاحب کی کتاب

سرمایہ کاری کے شرعی احکام

اسلامی بینکاری اورتکافل کے شعبہ سے وابستہ ماہرین،اساتذہ طلبہ
اورشائقین علوم اسلامیہ کے لئے مفید کتاب

☆☆

☆☆☆

ملنے کا پتہ مکتبہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور......کراچی

☆اعف عمن ظلمك وصل من قطعك واعط من حرمك واحلم على من اساء اليك تجد السرور والامن.☆